۲۶ جُمادَی الاولیٰ ۱۴۴۶ھ / 29 نومبر 2024ء

وعیدِ "وَیْل"

پانے والے

(آخری حصہ)

مجلسِ علماءِ نظامیہ پاکستان مرکزی دفتر جامعہ نظامیہ رضویہ
اندرون لوہاری دروازہ لاہور

042-37374429 0315-7374429 munpk7374429@gmail.com

Join our channel | Follow our Account | Jamia Nizamia Rizvia Like our Page | Jamia Nizamia Rizvia Like our Page | Jamia Nizamia Rizvia Subscribe our channel

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ، أَمَّا بَعۡدُ فَأَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ

فَوَیۡلٌ لِّلۡمُصَلِّیۡنَ o الَّذِیۡنَ ھُمۡ عَنۡ صَلَاتِہِمۡ سَاھُوۡنَ o الَّذِیۡنَ ھُمۡ یُرَآءُوۡنَ o وَیَمۡنَعُوۡنَ الۡمَاعُوۡنَ o [الماعون 107:4تا7]

کسی اچھی چیز کے بارے میں اپنی پسندیدگی ظاہر کرنے کے کئی طریقے ہیں، ایک انداز یہ ہے کہ عمدہ بات کہنے یا حسین عمل کرنے والے کو شاباش دی جائے اور انعام سے نوازا جائے۔ اِسی طرح بُری چیز پر اظہارِ ناگواری کے بھی کئی طریقے ہیں، ایک طرز یہ ہے کہ گھٹیا بات کہنے یا قبیح کام کرنے والے کو کوئی دھمکی یا سزا دی جائے۔

شاباش اور دھمکی کی حیثیت کہنے والے کے مطابق ہوتی ہے... عام شخص تحسین کرے تو اُس کی وُقعت بھی عام سی ہوتی ہے، جب کہ کوئی بااختیار عہدے دار یا سربراہِ مملکت چند تعریفی کلمات کہہ دے تو اُن کی قیمت کچھ اور ہی ہوتی ہے۔ یوں ہی مفلوک الحال شخص کسی کو دھمکی دے تو لوگ اُس کا مذاق اُڑاتے ہیں، مگر کسی اعلیٰ افسر کے ڈرانے سے بہت مرتبہ اوسان خطا ہو جاتے ہیں۔ یعنی کہنے والا جتنا زیادہ بااختیار ہو اُس کی شاباش یا دھمکی بھی اُتنی ہی زیادہ اہمیت کی حامل ہوتی ہے۔

خالقِ کائنات جلّ جلالہٗ کی قدرت اور اُس کا اختیار لامحدود و لامتناہی ہیں۔ وہ جو چاہے کرے، اُس کے حکم کے سامنے نہ تو کوئی رکاوٹ ہے اور نہ ہی کسی کو انکار کی مجال ہے... وہ جسے چاہے نوازے، نہ تو کوئی اُسے منع کر سکتا ہے اور نہ ہی کسی کو اعتراض کی جرأت ہے... اور وہ جسے چاہے محروم کرے، نہ تو کوئی اُسے پابند کر سکتا ہے اور نہ ہی کسی کو مزاحمت کی ہمت ہے۔

جب باری تعالیٰ کی قدرت و طاقت کی کوئی حد نہیں تو اُس کی طرف سے شاباش یا دھمکی کی وقعت و اہمیت بھی سب سے بڑھ کر ہے۔ ربِّ کریم جس کے اچھے عمل کو پسند فرما کر اُس کے لیے انعام کا وعدہ فرمائے وہ سب سے بڑا خوش نصیب ہے... اور قادرِ مطلق جس کو بُرے کام پر دھمکی / وعید ارشاد فرمائے کائنات بھر میں سب سے زیادہ خطرہ اُسی بندے کو ہے۔ وزیرِ اعظم / آرمی چیف کسی کو دھمکی دے تو اُسے سخت خطرہ ہوتا ہے تو جسے تمام جہانوں کا بادشاہ تباہی کی وعید سنائے اُس سے بڑھ کر کس کو خوف زدہ ہونا چاہیے!

قادرِ مطلق جلّ مجدہٗ اور اُس کے رسولِ محتشم ﷺ نے کچھ بُرے اعمال سے متعلق فرمایا ہے کہ جو یہ عمل کرے اُس کے لیے وَیۡل ہے، یعنی اُس کے لیے سخت پریشانی، ہلاکت / خرابی / تباہی، دردناک عذاب یا جہنم کا ایک مقام ہے۔ یہ کس قدر سخت دھمکی ہے! کاش ہمیں اِس کا احساس کرنے کی توفیق نصیب ہو۔

گزشتہ جمعۂ مبارکہ کے خطبہ میں تین قسم کے افراد کا تذکرہ ہوا تھا جنھیں لفظِ وَیۡل کے ذریعے تباہی کی وعید سنائی گئی ہے۔[1] اصلاحِ احوال کے لیے آج بھی اِسی سلسلہ کو آگے بڑھایا جائے گا۔

---

[1] خطبہ پڑھنے یا ڈاؤن لوڈ کرنے کے لیے لنک پر کلک کریں: https://drive.google.com/file/d/1IgKMTR8j-8JFzPNTRodmnWPnHnsvR_N3/view?usp=sharing

وعید یافتگان... عیب جوئی وغیبت کرنے والے

غیر تربیت یافتہ لوگوں کی عادت ہوتی ہے کہ وہ اپنے عیب تلاش کرکے اُنھیں دُور کرنے کے بجائے دوسروں کے عیب ڈھونڈتے اور بیان کرتے ہیں... یوں ہی دوسروں کی غیر موجودگی میں کسی شرعی وجہ کے بغیر اُن کے چُھپے عیبوں کا تذکرہ / غیبت کرتے ہیں، ایسوں کے لیے بھی خالقِ کائنات جلّ جلالہٗ نے تباہی کی وعید ارشاد فرمائی ہے۔

فرمانِ ربّانی ہے: وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةٍ۔ یعنی "ہر اُس شخص کے لیے تباہی ہے جو لوگوں کے منہ پر عیب نکالے / طعنے دے، پیٹھ پیچھے برائی / غیبت کرے۔" [الھمزۃ104:1]

کافر سرکارِ دوعالَم ﷺ اور آپ کے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے میں بدزبانی کرتے، طعنے دیتے اور اُن کی غیبتیں کرتے تھے۔ ربِّ ذوالجلال نے اُن کی اِس بری حرکت پر اُنھیں دونوں جہان میں تباہی کی وعید ارشاد فرمائی۔ عصرِ حاضر میں بھی ایسے بدنصیب موجود ہیں جو یہی حرکتیں کرتے ہیں... خواہ وہ عالمی سطح پر سازشیں کرنے والے کفار ہوں یا اُن کے ڈالروں پر پلنے والے مقامی لوٹے... چاہے وہ رحمتِ عالم ﷺ کو اذیّت پہنچانے والے ہوں یا صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے میں بدزبانی کرنے والے... جیسے قرآنِ حکیم کے مطابق اُس دَور کے گستاخوں کے لیے دونوں جہان میں تباہی ہے، ایسے ہی عصرِ حاضر کے بدزبانوں کے لیے بھی دُنیا وآخرت میں بربادی ہے!

آیتِ کریمہ میں مسلمانوں کے لیے سبق ہے کہ اُنھیں اِن بُرے اوصاف سے بچنا چاہیے۔ دوسروں کے عیب ڈھونڈنے والا اور غیبت کرنے والا اپنی نیکیاں برباد کرتا ہے اور کئی گناہوں میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کو بتایا گیا کہ فلاں شخص نے آپ کی غیبت کی ہے۔ آپ نے اُسے مٹھائی کا تھال بھیجا اور فرمایا: بَلَغَنِيْ أَنَّكَ أَهْدَيْتَ إِلَيَّ حَسَنَاتِكَ فَكَافَأْتُكَ۔ مجھے معلوم ہوا کہ تم نے اپنی نیکیاں مجھے تحفے میں دی ہیں، یہ میری طرف سے جوابی تحفہ ہے۔ (الرسالۃ القشیریۃ، باب الغیبۃ: ج:1، ص:292، دار المعارف)

سیدتنا اَسماء رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِخِيَارِكُمْ؟ کیا مَیں تمھیں تمہارے بہترین افراد کے بارے میں نہ بتاؤں؟ عرض کی گئی: کیوں نہیں، ارشاد فرمایئے! فرمایا: اَلَّذِيْنَ إِذَا رُؤُوْا ذُكِرَ اللهُ۔ "(تم میں بہترین وہ ہیں) جنھیں دیکھ کر اللہ کی یاد آئے۔"[1] پھر فرمایا: کیا میں تم کو اُن لوگوں کی خبر نہ دوں جو تم میں سب سے بُرے ہیں؟ عرض کی: حضور! راہ نمائی کیجیے! فرمایا: اَلْمَشَّاؤُوْنَ بِالنَّمِيْمَةِ الْمُفْسِدُوْنَ بَيْنَ الْأَحِبَّةِ الْبَاغُوْنَ الْبُرَآءَ الْعَنَتَ۔ "وہ لوگ جو چغلی کرتے ہیں اور دوستوں کے درمیان فساد ڈالتے ہیں اور پاک لوگوں میں عیب نکالتے ہیں۔" (الأدب المفرد، حدیث:323۔ مسند احمد، حدیث:27599۔ حسن لغیرہ)

انسان اگر اپنے عیب ڈھونڈ کر اُنھیں دُور کرے تو اپنی اصلاح بھی ہو جاتی ہے اور ربِّ کریم کی خصوصی رحمت بھی نصیب ہوتی ہے۔

---

[1] اُنھیں ربّ تعالیٰ کا اتنا قرب نصیب ہوتا ہے کہ دیکھنے والے کے دل میں بھی یادِ خدا پیدا ہو جاتی ہے یا اُنھیں دیکھ کر زبان پر ذکرِ الٰہی جاری ہو جاتا ہے۔

وعید یافتگان... وُضو میں کوتاہی برتنے والے

نماز کے لیے وضو شرط ہے اور کوئی شرعی عذر نہ ہو تو بغیر وضو کے نماز ادا نہیں ہوتی۔ بعض اوقات جلدی یا بے توجّہی میں انسان صحیح طرح سے وُضو نہیں کرتا اور جن اعضا کو دھونا فرض ہے اُن کا کچھ حصہ خشک رہ جاتا ہے۔ سرورِ عالَم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے وُضو کی اہمیت کو اُجاگر کرتے ہوئے اعضائے وضو میں سے کوئی عضو پوری طرح نہ دھونے والوں کو بھی تباہی کی وعید ارشاد فرمائی ہے۔

سیدنا عبد اللہ بن عَمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے بیان کیا کہ ہم امام الانبیا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے ہمراہ مکہ مکرّمہ سے مدینہ منوّرہ زَادَھُمَا اللّٰہُ شَرَفًا وَّتَعْظِیْمًا کی طرف لوٹے، راستے میں ایک جگہ پانی دستیاب ہوا تو کچھ لوگوں نے نمازِ عصر کو جلد ادا کرنے کے لیے تیزی میں وضو کیا، اُن کی ایڑیاں خشک رہ گئیں۔ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: وَيْلٌ لِّلْأَعْقَابِ مِنَ النَّارِ أَسْبِغُوا الْوُضُوْءَ۔ ”اِن ایڑیوں والوں کے لیے تباہی ہے، کامل وضو کیا کرو (فرائض اور سنتوں کو پوری طرح ادا کیا کرو)۔“ (صحیح مسلم، حدیث: 241)

وُضو میں چہرہ، کہنیوں سمیت بازو اور (موزے نہ پہنے ہوں تو) ٹخنوں سمیت پاؤں دھونا فرض ہے۔ ”دھونے“ کا مطلب یہ ہے کہ اِن اعضا پر اِس طرح پانی بہایا جائے کہ ہر حصے سے پانی کے کم از کم دو قطرے ٹپکیں، تیل کی طرح پانی مل لینے سے دھونے کا فرض پورا نہیں ہوتا۔ یوں ہی اگر کسی عضو کا معمولی سا حصہ بھی خشک رہ جائے تو وضو نہیں ہوتا... اور ظاہر ہے کہ وضو نہ ہو تو نماز بھی ادا نہیں ہوتی اور بجائے ثواب کے انسان گناہ گار ہوتا ہے۔ اعضا پوری طرح نہ دھونے والوں کو اِس حدیثِ پاک میں تباہی کی وعید سنائی گئی ہے۔

یوں ہی وضو میں سنتوں اور مستحبات کا لحاظ کرنا چاہیے؛ تاکہ پورا ثواب حاصل ہو۔ موسمِ سرما کی آمد قریب ہے، اگر گرم پانی دستیاب نہ ہو تو بہت مرتبہ سردیوں میں کامل وُضو کے حوالے سے سُستی ہو جاتی ہے۔ موسم کوئی بھی ہو... شرعی حکم پر عمل کرنے میں کوتاہی کرنا مومن کو زیب نہیں دیتا۔ پھر سردیوں میں کامل وضو پر زیادہ ثواب کی بھی بشارت عطا فرمائی گئی ہے۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جانِ عالم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: أَلَا أَدُلُّكُمْ عَلٰى مَا يَمْحُو اللّٰهُ بِهِ الْخَطَايَا وَيَرْفَعُ بِهِ الدَّرَجَاتِ؟ ”کیا مَیں تمہیں وہ چیز نہ بتاؤں جس کی برکت سے اللہ تعالیٰ (صغیرہ) گناہوں کو مٹا دیتا ہے اور درجات بلند فرماتا ہے؟“ صحابہ نے عرض کی: جی ہاں یا رسول اللہ! کیوں نہیں؟ (ضرور ارشاد فرمائیے) فرمایا: إِسْبَاغُ الْوُضُوْءِ عَلَى الْمَكَارِهِ وَكَثْرَةُ الْخُطَا إِلَى الْمَسَاجِدِ وَانْتِظَارُ الصَّلَاةِ بَعْدَ الصَّلَاةِ، فَذٰلِكُمُ الرِّبَاطُ۔ ”مشقّتوں میں کامل وضو کرنا، مساجد کی طرف قدموں کی کثرت کرنا (مسجد میں نماز باجماعت کی پابندی کرنا) اور ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا منتظر رہنا (دل کو نماز اور مسجد سے لگائے رکھنا)۔ تمہارے لیے یہی رِباط (جہاد کے لیے تیاری کی طرح) ہے۔“ (صحیح مسلم، حدیث: 251)

اِس حدیثِ مبارک کے مطابق سردی میں... جب پانی استعمال کرنا مشکل ہوتا ہے... سنت کے مطابق تمام اعضا کو دھونا ایسا عظیم الشان عمل ہے جس کی برکت سے گناہوں کی بھی معافی ملتی ہے اور درجات کی بلندی بھی عطا ہوتی ہے۔

وعید یافتگان... سخت دل لوگ

راہِ نجات پر چلانے کے لیے جن لوگوں کو تباہی کی وعید سنائی گئی اُن میں وہ لوگ بھی شامل ہیں جن کے دل سخت ہو چکے ہیں اور اُن پر حق بات کا کوئی اثر نہیں ہوتا۔

ارشادِ ربّانی ہے: اَفَمَنْ شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ فَهُوَ عَلٰى نُوْرٍ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ فَوَيْلٌ لِّلْقٰسِيَةِ قُلُوْبُهُمْ مِّنْ ذِكْرِ اللّٰهِ ؕ اُولٰٓئِكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ۔ "تو کیا جس شخص کا سینہ اللہ نے اسلام کے لیے کھول دیا، وہ اپنے رب کی طرف سے نور (ہدایت) پر قائم ہو (وہ اس شخص کی طرح ہو سکتا ہے جس کے دل پر اللہ نے گمراہی کی مہر لگا دی ہو؟) تباہی ہے اُن لوگوں کے لیے جن کے دل اللہ کو یاد کرنے کے بجائے سخت ہو گئے، وہ کھلی گمراہی میں ہیں۔" [الزمر 22:39]

دل کی اہمیت: دل جسم کا بادشاہ ہے، یہ سنور جائے تو پورا جسم سنور جاتا ہے اور یہ بگڑ جائے تو تمام بدن نافرمان ہو جاتا ہے۔ کائنات کی سب سے بڑی دولت، یعنی ربِّ کریم کی معرفت و پہچان اِسی دل سے ہی ہوتی ہے۔ اِس سے بڑھ کر دل کی کیا اہمیت ہو سکتی ہے کہ لوگ چہرہ دیکھتے ہیں، مگر مالکِ کریم کی نگاہِ عنایت دل کی طرف ہوتی ہے!

دل کی نرمی اور سختی: جن چیزوں کو ہم اپنے ہاتھوں سے چھوتے ہیں اُن کے نرم یا سخت ہونے کا مطلب واضح ہے، مگر دل کی نرمی اور سختی اُن کی طرح نہیں۔

- دل نرم ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اُس میں خوفِ خُدا ہو... اطاعتِ الٰہی کی لذّت اور خُشوع نصیب ہو... دل پر قرآن و سنت سے نصیحت کا اثر ہو... وہ موت اور آخرت کو یاد رکھے اور اُس میں دوسروں کی مشکلات کا احساس ہو۔
- جب کہ دل سخت ہو جانے سے مراد یہ ہے کہ اُس میں خوفِ الٰہی نہ رہے... آیاتِ کریمہ واحادیثِ طیّبہ کا اثر نہ ہو... آخرت کی فکر ختم ہو جائے... تمام تر توجّہ دُنیاوی اُمور کی طرف ہی ہو... اور دل میں بخل، بدگمانی اور حسد وغیرہ بُرے اوصاف گھر کر جائیں۔

دل سخت ہونے کی وجوہات: دل کی اہمیت کے پیشِ نظر علمائے کرام نے آیاتِ کریمہ اور احادیثِ طیبہ کی روشنی میں اُن اسباب کو ذکر فرمایا ہے جن کی وجہ سے دل سخت ہو جاتا ہے؛ تاکہ اُن سے بچنے کی کوشش کی جائے۔ چند اسباب یہ ہیں:

1) **یادِ الٰہی سے اعراض:** سیدنا ابو موسیٰ عبد اللہ بن قیس اشعری رضی اللہ عنہ نے ارشادِ نبوی روایت کیا: «مَثَلُ الَّذِيْ يَذْكُرُ رَبَّهٗ وَالَّذِيْ لَا يَذْكُرُ مَثَلُ الْحَيِّ وَالْمَيِّتِ۔» "اپنے ربّ تعالیٰ کو یاد کرنے والا زندہ شخص کی طرح ہے اور اُس کی یاد سے محروم مُردہ انسان کی طرح ہے۔" (صحیح بخاری، حدیث: 6407) جسم کی ساری بہار زندگی کے ساتھ ہے اور دل کی تمام تر رونق یادِ الٰہی کے ساتھ ہے، روح بدن سے نکلتے ہی جسمانی زندگی ختم ہو جاتی ہے، یوں ہی جو شخص ربّ تعالیٰ کو یاد نہ کرے اُس سے روحانیت ختم ہو جاتی ہے۔

2) گناہوں کی کثرت: سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ارشادِ نبوی مروی ہے: إِنَّ الْمُؤْمِنَ إِذَا أَذْنَبَ كَانَتْ نُكْتَةٌ سَوْدَاءُ فِي قَلْبِهِ، فَإِنْ تَابَ وَنَزَعَ وَاسْتَغْفَرَ صُقِلَ قَلْبُهُ، وَإِنْ زَادَ زَادَتْ حَتَّى يَعْلُوَ قَلْبَهُ۔ "مسلمان جب گناہ کرتا ہے تو اُس کے دل میں سیاہ داغ لگ جاتا ہے، اگر توبہ کرلے، باز آجائے اور معافی مانگ لے تو اُس کا دل صاف کر دیا جاتا ہے، اگر مزید گناہ کرے تو سیاہی بڑھتی جاتی ہے حتّٰی کہ دل پر چھا جاتی ہے۔"

پھر فرمایا: "یہ وہ زنگ ہے جسے ربّ تعالیٰ نے قرآن میں ذکر فرمایا: كَلَّا بَلْ ۜ رَانَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ۔ [1] ہرگز نہیں! بلکہ اُن کے اعمال نے اُن کے دلوں پر زنگ چڑھا دیا ہے۔" (مسند احمد، حدیث: 7952۔ سنن ابن ماجہ، حدیث: 4244)

3) فضول گوئی: سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: «لَا تُكْثِرُوا الْكَلَامَ بِغَيْرِ ذِكْرِ اللهِ، فَإِنَّ كَثْرَةَ الْكَلَامِ بِغَيْرِ ذِكْرِ اللهِ قَسْوَةٌ لِّلْقَلْبِ، وَإِنَّ أَبْعَدَ النَّاسِ مِنَ اللهِ الْقَلْبُ الْقَاسِي۔ یعنی "ذکر اللہ کے بغیر زیادہ فضول گفتگو نہ کرو؛ کیونکہ ذکر اللہ کے بغیر زیادہ باتیں کرنا دل کی سختی کا سبب ہے اور سخت دل والا بندہ لوگوں میں سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کی نگاہِ رحمت سے دُور ہوتا ہے۔" (جامع ترمذی، حدیث: 2411۔ ترجمہ ماخوذ از مرقاۃ المفاتیح، زیرِ حدیث: 2276)

4) گانا: صاحبِ نعلین و وسادہ سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے شاہِ عرب و عجم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا: «اَلْغِنَاءُ يُنْبِتُ النِّفَاقَ فِي الْقَلْبِ۔»[2] یعنی "گانے (کی محبت اور اُسے سننے) سے دل میں منافقت پیدا ہوتی ہے۔" (سنن ابو داؤد، حدیث: 4927)

تربیت: جس خوش نصیب کا دِل زندہ ہو اُس کی روح بدن سے نکل جائے تو بھی اُسے "پاکیزہ زندگی" عطا ہوتی ہے، لیکن اگر کسی کا دل مُردہ ہو تو جسمانی حیات کے باوجود وہ حقیقت میں "زندہ" کہلانے کے لائق نہیں۔ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے کہا:

"دلِ مُردہ" دل نہیں ہے، اِسے زندہ کر دوبارہ — کہ یہی ہے اُمّتوں کے مَرَضِ کُہن کا چارہ

اگر ہم حقیقت پسند بن کر غور کریں تو معلوم ہوگا کہ ہمیں بھی اپنے دلوں کو نرم اور زندہ کرنے کی ضرورت ہے۔ رُوحانیت سے خالی جیسی بے کیف زندگی ہم گزار رہے ہیں یہ "زندگی" کہلانے کے لائق نہیں۔ ہمیں چاہیے کہ قرآن و سنت میں دلوں کو نرم کرنے کے جو ذرائع بیان ہوئے ہیں اُنھیں اختیار کرکے دلوں کی سختی کا علاج کریں... قلوب کو یادِ الٰہی سے آباد کریں اور اُن میں محبتِ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا چراغ روشن کریں... توبہ و استغفار کے ذریعے مَن کی سیاہی دُور کریں... موت کو بکثرت یاد کرکے ضمیر کو خوابِ غفلت سے جگائیں... قرآنِ حکیم کی تلاوت اور اُس میں تدبّر سے اپنے باطن کو منوّر کریں اور یتیموں، مسکینوں اور کمزوروں کی مدد کرکے قلب کو نرم کریں۔

---

[1] المطففین 83:14

[2] وروی البیہقی عن جابر رضی اللہ عنہ مرفوعًا: اَلْغِنَاءُ يُنْبِتُ النِّفَاقَ فِي الْقَلْبِ كَمَا يُنْبِتُ الْمَاءُ الزَّرْعَ۔ (شعب الایمان: 4746) وعن ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ موقوفا قَالَ: اَلْغِنَاءُ يُنْبِتُ النِّفَاقَ فِي الْقَلْبِ كَمَا يُنْبِتُ الْمَاءُ الزَّرْعَ، وَالذِّكْرُ يُنْبِتُ الْإِيمَانَ فِي الْقَلْبِ كَمَا يُنْبِتُ الْمَاءُ الزَّرْعَ۔ (السنن الکبریٰ: 21007)

وعید یافتگان... نماز سے غفلت برتنے والے

مخلوق پر رحمت فرماتے ہوئے اُنھیں ہلاکت سے بچانے کے لیے ربّ تعالیٰ نے اُن افراد کو بھی تباہی کی وعید سنائی جو نماز سے غفلت کا مُظاہرہ کرتے ہیں اور اِس حوالے سے منافقوں کے طریقے پر چلتے ہیں۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّينَ o الَّذِينَ هُمْ عَن صَلَاتِهِمْ سَاهُونَ o الَّذِينَ هُمْ يُرَآءُونَ o وَيَمْنَعُونَ الْمَاعُونَ o "اُن نمازیوں کے لیے تباہی ہے جو اپنی نماز سے غافل ہیں، وہ جو رِیاکاری (دِکھاوا) کرتے ہیں اور (کسی کے مانگنے پر) استعمال کی معمولی چیز بھی نہیں دیتے۔" [الماعون 107:4 تا 7]

آیتِ کریمہ میں بنیادی طور پر منافقوں کو تباہی کی وعید سنائی گئی ہے اور اُن کی تین نہایت بُری عادتیں بیان ہوئی ہیں:

1) نمازوں سے غفلت کا مظاہرہ کرتے ہیں... لوگوں کے سامنے تو نماز پڑھتے ہیں، مگر تنہائی میں چھوڑ دیتے ہیں۔
2) رِیاکاری کرتے ہیں... ربّ تعالیٰ کو راضی کرنے کے لیے نہیں، بلکہ لوگوں کو دکھانے کے لیے نماز پڑھتے ہیں۔
3) لوگوں کے ساتھ اُن کا برتاؤ بھی ایسا قبیح ہوتا ہے کہ کوئی اُن سے استعمال کی معمولی چیز، مثلاً سوئی، ہنڈیا یا پیالہ وغیرہ مانگے تو اُسے دینے میں بھی کنجوسی کا مظاہرہ کرتے ہیں۔

یاد رہے کہ قرآنِ حکیم ہر دَور میں، ہر خطّے کے لوگوں کی راہ نمائی فرماتا ہے۔ چنانچہ مُنافقوں کے بارے میں نازل ہونے والی یہ آیاتِ کریمہ اُن مسلمانوں کو بھی جھنجوڑتی ہیں جو منافق تو نہیں، مگر منافقوں والے کام کرتے ہیں:

❖ وہ مسلمان جو "نماز سے غفلت" کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ مثلاً:

- پابندی سے نہیں پڑھتے: کبھی پڑھ لی اور کبھی چھوڑ دی... یا کچھ پڑھ لیں اور کچھ چھوڑ دیں۔
- وقتِ مقرّر پر ادا نہیں کرتے: کبھی مستحب وقت میں پڑھ لی تو کبھی وقتِ جواز میں... کبھی کراہت والی ساعت میں تو کبھی ٹائم گزر جانے کے بعد۔
- فرائض وواجبات کو پورا نہیں کرتے: نماز کے تفصیلی احکام سیکھتے ہی نہیں یا اُن کی پابندی نہیں کرتے، اتنی جلدی میں یا سستی سے نماز پڑھتے ہیں کہ کچھ فرائض یا واجبات چھوٹ جاتے ہیں۔
- باجماعت نہیں پڑھتے: مَرد حضرات پر شرائط موجود ہونے کی صورت میں باجماعت نماز ادا کرنا واجب ہے اور شرعی وجہ کے بغیر جماعت کو چھوڑنا گناہ ہے... مگر وہ لوگ جماعت کی پرواہ نہیں کرتے، کبھی جماعت کے ساتھ پڑھ لیتے ہیں اور کبھی بلاوجہ اکیلے۔
  - اُن افراد کو بھی سبق سیکھنا چاہیے جو "نماز میں غفلت" کا مظاہرہ کرتے ہیں... خُشوع وخضوع اور یکسوئی اختیار نہیں کرتے، رُخ قبلہ کی طرف ہوتا ہے اور دھیان کسی اور جانب... اگرچہ یہ لوگ اِس آیت کا مصداق نہیں ہیں۔

❖ یہ آیاتِ مبارکہ اُن مسلمانوں کو بھی خبر دار کرتی ہیں جو ریاکاری سے بچنے کی کوشش نہیں کرتے۔ اپنی عبادات اِس لیے لوگوں کو دکھانے کی چاہت رکھتے ہیں کہ اُن کی تعریف کی جائے۔

❖ نیز اِن آیاتِ مقدسہ میں اُن لوگوں کے لیے بھی تنبیہ ہے جو بخل / کنجوسی کا مظاہرہ کرتے ہیں اور طاقت ووُسعت کے باوجود ضرورت مندوں کی ضروریات پوری نہیں کرتے۔

اہتمامِ نماز کی تاکید: سیدنا حُذَیفہ بن یَمان رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے ایک شخص کو نماز پڑھتے دیکھا، وہ رکوع وسجود صحیح طرح ادا نہیں کر رہا تھا۔ آپ نے پوچھا: تم کتنے عرصے سے اِس طرح نماز پڑھ رہے ہو؟ اس نے کہا: چالیس سال سے۔ فرمایا: مَا صَلَّيْتَ مُنْذُ أَرْبَعِيْنَ سَنَةً، وَلَوْ مُتَّ وَأَنْتَ تُصَلِّيْ هٰذِهِ الصَّلَاةَ لَمُتَّ عَلٰى غَيْرِ فِطْرَةِ مُحَمَّدٍ ﷺ۔ چالیس سال سے تمہاری نماز (کامل) نہیں ہوئی، اگر تم اِسی طرح نماز پڑھتے فوت ہوئے تو رسولِ کریم ﷺ کی سنت کے خلاف (نماز پڑھتے ہوئے) تمہاری وفات ہو گی۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ نے اُس کی تربیت کرتے ہوئے فرمایا: إِنَّ الرَّجُلَ لَيُخَفِّفُ وَيُتِمُّ وَيُحْسِنُ۔ یعنی آدمی نماز خواہ ہلکی پڑھے (مختصر قراءت کرے) لیکن (تمام ارکان کو) مکمل کرے اور سنت کے مطابق ادا کرے۔ (سنن نسائی، حدیث: 1312۔ مسند احمد، حدیث: 23258)

حفاظتِ نماز کی شان دار مثال: حضرت ابو الحسن محمد بن اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ جناب سرّی سقطی رحمۃ اللہ علیہ کے مُرید اور حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے ہم زمانہ ہیں۔ فیضِ عالم حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری ع لیہ الرحمہ نے لکھا: جب آپ کی وفات کا وقت قریب آیا تو نمازِ مغرب کا وقت ہو چکا تھا، نزع کی کیفیت سے اِفاقہ ہوا اور آنکھیں کھولیں تو ملک الموت سیدنا عزرائیل علیہ السلام کو دیکھ کر کہنے لگے: قِفْ! عَافَاكَ اللهُ، فَإِنَّمَا أَنْتَ عَبْدٌ مَأْمُوْرٌ وَأَنَا عَبْدٌ مَأْمُوْرٌ، وَمَا أُمِرْتَ بِهٖ لَا يَفُوْتُكَ وَمَا أُمِرْتُ بِهٖ فَهُوَ شَيْءٌ يَفُوْتُنِيْ، فَدَعْنِيْ أَمْضِ فِيْمَا أُمِرْتُ ثُمَّ امْضِ بِمَا أُمِرْتَ بِهٖ. ٹھہریے! اللہ تعالیٰ آپ کو عافیت دے۔ آپ بھی اللہ کے بندے ہیں، جنھیں (جان نکالنے کا) حکم ملا ہے اور مَیں بھی اللہ کا بندہ ہوں جسے (نماز پڑھنے کا) حکم ملا ہے، آپ کو جو (جان نکالنے کا) حکم ملا ہے وہ تو آپ ضرور پورا کر لیں گے، مگر مجھے جو (نماز ادا کرنے کا) حکم ملا ہے وہ مجھ سے رہ جائے گا؛ آپ مجھے مہلت دیں! مَیں اپنا فرض پورا کر لوں، پھر آپ اپنی ذمہ داری پوری کر لیجیے گا![1] چنانچہ آپ نے پانی منگوا کر وُضو کیا اور نماز ادا کرنے کے بعد جان اپنے مالک جلّ جلالہٗ کے سپرد کر دی۔

داتا صاحب علیہ الرحمہ نے لکھا: اُسی رات کئی لوگوں نے آپ کو خواب میں دیکھا اور پوچھا: اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا سلوک کیا؟ جواباً حضرت محمد بن اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ فرمانے لگے: مجھ سے یہ تو نہ پوچھو کہ رب تعالیٰ نے کیا کرم فرمایا، لیکن اتنا بتا دیتا ہوں کہ تمہاری دُنیا سے میری جان چھوٹ گئی ہے۔ (کشف المحجوب، الباب الحادی عشر، ص: 189)

---

[1] ظاہر ہے کہ ملک الموت علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی اِجازت کے بغیر ایک لمحہ تاخیر نہیں کرتے، اس کا مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اُنھیں اِجازت ملی ہو گی کہ میرے فرماں بردار بندے کو زندگی کے آخری لمحات میں بھی میرا حکم پورا کر لینے دو۔

حرفِ آخر... وعیدِ باری اور انسان کی خواری

خالقِ کائنات جلّ جلالہٗ کی بادشاہی ازلی ابدی ہے... وہ تب بھی بادشاہ تھا جب اُس کے علاوہ کچھ بھی نہیں تھا اور وہ تب بھی بادشاہ ہو گا جب سب کچھ فنا ہو جائے گا۔ تمام مخلوق فرماں بردار بن جائے تو اُس کی سلطنت میں کوئی اِضافہ نہیں کر سکتی اور پوری مخلوق نافرمان ہو جائے تو اُس کی شہنشاہی میں کوئی کمی نہیں کر سکتی۔ دُنیاوی حکمران اپنے مفادات کے تحفّظ اور حکومت کو بچانے کے لیے دھمکیاں دیتے ہیں اور بڑ لگاتے ہیں، مگر قادرِ مطلق عزّوجلّ کو اپنی شہنشاہی کی خاطر دھمکیاں دینے کی کوئی حاجت نہیں۔ اُس نے اپنے کلامِ حکیم میں جن باتوں پر وعیدیں ارشاد فرمائی ہیں وہ سب ہمارے فائدے اور ہمیں تباہی سے بچانے کے لیے ہیں۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: وَ كَذٰلِكَ اَنْزَلْنٰهُ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا وَّ صَرَّفْنَا فِيْهِ مِنَ الْوَعِيْدِ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ اَوْ يُحْدِثُ لَهُمْ ذِكْرًا۔

"اور یوں ہی ہم نے اِسے عربی قرآن نازل فرمایا اور اِس میں طرح طرح سے وعیدیں بیان کیں؛ تاکہ لوگ ڈریں یا قرآن اُن کے دلوں میں نصیحت قبول کرنے کا جذبہ پیدا کرے۔" [طٰہٰ 113:20] معلوم ہوا کہ قرآنِ حکیم میں عذاب کی مختلف وعیدیں اِسی لیے ہیں کہ لوگ انعام کے شوق میں اور سزا کے خوف سے نافرمانی چھوڑ دیں اور فرماں بردار بن جائیں۔

وہ شخص بہت خوش نصیب ہے جو ربّ تعالیٰ کی طرف سے وعید سن کر برائی چھوڑ دے اور اپنی اصلاح کر لے، جب کہ وہ انسان سخت نالائق ہے جس کے دل پر تمام جہانوں کے ربّ کی طرف سے دھمکی کا کوئی اثر نہ ہو، وہ اُسے ایک کان سے سُن کر دوسرے کان سے نکال دے اور اپنے کرتوتوں میں مگن رہے۔

اصلاحِ احوال کے لیے آخری دو خطبات میں اُن جرائم کا تذکرہ ہوا جن کا ارتکاب کرنے والوں کے لیے ربِّ ذوالجلال اور اُس کے رسولِ بشیر ونذیر ﷺ نے وَیْل (ہلاکت وتباہی) کی وعید ارشاد فرمائی ہے:

1) وہ لوگ جو ناپ تول میں کمی کرتے ہیں اور دوسروں کو اُن کا حق پورا نہیں دیتے۔
2) وہ جو سچ کی پابندی نہیں کرتے اور لوگوں کو ہنسانے کے لیے جھوٹ بولتے ہیں۔
3) وہ جو اپنی مستی میں مگن رہتے ہیں اور حق وشریعت کی بات ایک کان سے سُن کر دوسرے کان سے نکال دیتے ہیں۔
4) جو اپنے عیبوں کی اصلاح کرنے کے بجائے دوسروں کی عیب جوئی کرتے ہیں اور بلاوجہِ شرعی غیبت کر کے اپنی نیکیاں بھی برباد کرتے ہیں اور گناہ کا بوجھ بھی سر لیتے ہیں۔
5) جن کے بُرے اعمال کے سبب اُن کے دل سخت ہو چکے ہیں... وہ موت کو بھلا کر دُنیا میں مگن ہیں اور اُن کے دلوں سے ربّ ذوالجلال کا خوف ختم ہو چکا ہے۔ ایسے لوگوں کو چاہیے کہ یادِ الٰہی، محبتِ رسولِ کریم ﷺ، تلاوتِ قرآنِ حکیم اور موت کو کثرت کے ساتھ یاد کر کے اپنے دل کی بیماری کا فوری علاج کریں۔

6) جو وضو کرتے ہوئے اُس کے فرائض پورے نہیں کرتے۔

7) نماز سے غافل لوگ...جو:

- نماز کی پابندی نہیں کرتے۔
- یا اُسے وقتِ مقرر پر نہیں پڑھتے۔
- یا نماز کے فرائض وواجبات کو پورا نہیں کرتے۔
- یا جماعت میں لاپرواہی کا مظاہرہ کرتے ہیں۔

شریعت نے جس قدر نماز کی تاکید فرمائی ہے اُس کے پیشِ نظر ہمیں نماز اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز ہونی چاہیے۔

شرعی مسئلہ: بزرگانِ دین کے مزارات پر حاضر ہونا اچھا عمل ہے اور دُنیا وآخرت کی کئی بھلائیوں کا ذریعہ ہے۔ شریعت کی پابندی کرتے ہوئے باادب طریقے سے مزاروں پر حاضر ہونا چاہیے۔ بہتر طریقہ یہ ہے کہ پاؤں والی جانب سے حاضر ہوں اور چہرے کے سامنے تقریباً چار ہاتھ کے فاصلے پر کھڑے ہو کر درمیانی آواز میں سلام پیش کریں، پھر حسبِ موقع بیٹھ کر یا کھڑے ہو کر ایصالِ ثواب کریں اور صاحبِ مزار کے وسیلے سے ربّ تبارک وتعالیٰ کی بارگاہ میں دُعا مانگیں، جب واپس لوٹنا ہو تو سلام کر کے پاؤں والی جانب سے ہی واپس آجائیں۔ (فتاوٰی رضویہ، ج:9، ص:522، ملخصًا)

اللہ تعالیٰ اپنے پیاروں کے طفیل ہمیں راہِ نجات پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے اور تباہی کے راستے سے بچائے۔ ربِّ کریم ہمیں اُن تمام کاموں سے بچنے کی توفیق سے نوازے جن پر قرآن وسنّت میں وَیْل وہلاکت کی وعید فرمائی گئی ہے۔

خالقِ کائنات تمام اُمّتِ مسلمہ سے مصائب وآلام دُور فرمائے، مظلوموں کی غیبی تائید ونصرت فرمائے، خصوصًا اہلِ غزہ کو اِعانت سے نوازے، اسرائیلی درندوں کو اتحادیوں سمیت تباہ وبرباد فرمائے اور اُمّت کو دینی غیرت کا مظاہرہ کرتے ہوئے غزّہ کے مظلوموں کے ساتھ عملی طور پر تعاون کرنے کی توفیق عطا کرے!

ربِّ کریم پاکستان کو تمام آفات، بحرانوں اور ہر طرح کے انتشار سے نجات دے اور حکمرانوں کو ملک وقوم کا خیر خواہ بنائے!

آمین بجاہ النبیِّ الکریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم!